قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الحج

(۶)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا
حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ

(اِن کے ظلم سے عاجز ہو کر) جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی، پھر مارے گئے یا اپنی موت سے مر گئے، اللہ اُن کو ضرور اچھا رزق عطا فرمائے گا۔ بے شک، اللہ ہی ہے جو بہترین رزق عطا فرمانے والا ہے[۱۰۰]۔ وہ اُن کو ضرور ایسی جگہ پہنچائے گا جس سے وہ راضی ہوں گے[۱۰۱]۔ بے شک،

۱۰۰۔ لفظ 'رزق' کے معنی صرف روزی کے نہیں ہیں۔ یہ خدا کے بے پایاں انعامات کی ایک جامع تعبیر ہے۔ سورۂ آل عمران (۳) کی آیت ۱۶۹ میں صراحت ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، اُنھیں مردہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں زندہ ہوتے ہیں اور برزخ کی زندگی میں بھی خاص اپنے پروردگار کے خوانِ نعمت سے رزق پاتے ہیں۔ یہاں مزید وضاحت فرمائی ہے کہ آدمی خدا کی راہ میں نکلا ہو تو اُس کی طبعی موت بھی شہادت کے حکم میں ہے۔

اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿٥٩﴾
ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿٦٠﴾
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ
سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ
الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦٢﴾

اللہ سب کے حال سے واقف ہے، وہ بڑا ہی بردبار ہے[102]۔ ۵۸-۵۹

یہ اِسی طرح ہوگا اور (مزید یہ کہ) جو (کسی ظلم کا) ویسا ہی بدلہ لے، جیسا اُس کے ساتھ کیا گیا[103]، پھر اُس پر زیادتی کی جائے تو اللہ اُس کی ضرور مدد فرمائے گا۔ (لیکن چندے درگذر کرے تو بہتر ہے)، اِس میں شبہ نہیں کہ اللہ معاف کرنے والا، درگذر فرمانے والا ہے۔ ۶۰

(اللہ ضرور اُس کی مدد فرمائے گا) یہ اِس لیے کہ اللہ ہی ہے جو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اور اِس لیے کہ اللہ سمیع و بصیر ہے۔ یہ اِس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور جن چیزوں کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ سب باطل ہیں اور اِس لیے کہ اللہ ہی برتر ہے، وہ سب سے بڑا ہے[104]۔ ۶۱-۶۲

www.javedahmadghamidi.org

۱۰۱۔ یعنی نہال ہو جائیں گے، اِس لیے کہ جو کچھ اُن کو ملے گا، اُس کا وہ دنیا میں تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

۱۰۲۔ یعنی پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا، بلکہ لوگوں کو اصلاح حال کا پورا موقع دیتا ہے۔ لہٰذا اُس کے بندے مطمئن رہیں۔ وہ اعداے حق کے ہاتھوں جو کچھ جھیل رہے ہیں، وہ اُس سے بے خبر نہیں ہے۔ وہ اُن کے تمام حالات سے واقف ہے۔

۱۰۳۔ اصل الفاظ ہیں: 'وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ'۔ اِن میں 'عُوْقِبَ بِهٖ' مجانست کے اسلوب پر ہے، جیسے 'دناهم كما دانوا'۔

۱۰۴۔ یہ وعدۂ نصرت کے دلائل بیان فرمائے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جس خدا کی یہ قدرت ہے کہ لیل ونہار

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۡ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ
اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۚ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ
الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ
بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ

(وہ ضرور مدد فرمائے گا، اگرچہ حالات کتنے ہی ناموافق ہوں)۔ کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا تو اُس سے زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے[۱۰۵]؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بڑا ہی باریک بین ہے، (ہر چیز کی) خبر رکھنے والا ہے[۱۰۶]۔ اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو بے نیاز ہے اور وہی ستودہ صفات بھی ہے[۱۰۷]۔ ۶۳-۶۴

کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے زمین کی سب چیزوں کو تمھارے کام میں لگا رکھا ہے اور کشتی کو بھی[۱۰۸]؟ وہ اُس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے۔ اور وہ آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ مبادا زمین پر

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کی گردش اُسی کے حکم سے ہے۔ پھر وہ سمیع و بصیر بھی ہے، جو کچھ جہاں اور جس طرح ہو رہا ہے، اُس کو دیکھ اور سن رہا ہے اور اُس کے سوا کوئی دوسرا معبود بھی نہیں ہے کہ اِن ظالموں کی مدد کر سکے، نہ اُس سے کوئی بڑا یا برتر ہے تو اُس کے بندے اُس کی مدد سے کیوں محروم رہیں گے، وہ ضرور اُن کی مدد فرمائے گا۔

۱۰۵۔ چنانچہ اِسی طرح وہ جب چاہے گا، اپنی رحمت و نصرت کی گھٹائیں اپنے بندوں کے لیے بھی بھیج دے گا اور وہ نہال ہو جائیں گے۔

۱۰۶۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا یہ حوالہ نہایت لطیف طریقے سے آیا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”... یعنی وہ اپنی تدبیروں کو اِس طرح بروے کار لاتا ہے کہ کسی کو اُن کا سان گمان بھی نہیں ہوتا۔ وہ بڑی خبر رکھنے والا ہے۔ لوگ صرف ظاہر کو دیکھتے ہیں، لیکن وہ ماضی کے پردوں میں جو کچھ چھپا ہوا ہے، اُس سے بھی باخبر ہے اور مستقبل کے اوٹ میں جو کچھ ہے، اُس سے بھی باخبر ہے۔“ (تدبر قرآن ۲۸۱/۵)

۱۰۷۔ یعنی صرف بے نیاز ہی نہیں، اِس کے ساتھ ستودہ صفات بھی ہے۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ اُس کے بندے اُس سے مایوس ہوں۔ اِس میں شبہ نہیں کہ وہ بے ہمہ ہے، لیکن ہر لحظہ اُن کا نگران اور اُن کے ساتھ بھی ہے۔

۱۰۸۔ اُس زمانے میں انسان کی سب سے اہم ایجاد کشتی تھی۔ قرآن نے بتا دیا ہے کہ وہ بھی در حقیقت خدا کی

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ اِنَّ
الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ﴿٦٦﴾

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ

گر پڑے[109]، الاّ یہ کہ وہی اِس کا اذن دے۔ یقیناً اللہ لوگوں پر بڑا ہی مہربان ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے[110]۔ وہی ہے جس نے تمھیں زندگی دی، پھر مارتا ہے، پھر تم کو زندہ کرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے[111]۔ ۶۵-۶۶

(اِنھیں اعتراض ہے کہ یہ نئی شریعت مختلف کیوں ہے؟ اِنھیں بتاؤ کہ) ہم نے ہر امت کے لیے ایک طریقہ مقرر کیا ہے کہ وہ اُسی پر چلیں گے[112]۔ (ہم نے اِس وقت بھی یہی کیا ہے)۔ سو اِس معاملے

ایجاد ہے اور اُسی کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے۔ اِس زمانے کی غیر معمولی ایجادات کو بھی اِسی پر قیاس کر لیجیے۔

۱۰۹۔ اصل الفاظ ہیں: 'اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ'۔ اِن میں 'اَنْ' سے پہلے ایک مضاف عربیت کے اسلوب پر حذف ہو گیا ہے۔

۱۱۰۔ مطلب یہ ہے کہ اُس کی مہربانی اور شفقت ہے کہ زمین و آسمان قائم ہیں اور اُن کی یہ سب چیزیں تمھاری خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔

۱۱۱۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کی رأفت و عنایت سے جو نعمتیں انسان کو حاصل ہیں، اُن سے خدا کی معرفت حاصل کرنے، اُس کا شکر ادا کرنے اور اُس کی دی ہوئی مہلت سے فائدہ اٹھانے کے بجاے یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ انسان ناشکرا ہو کر اُس حقیقت کا انکار کیے جاتا ہے جسے پیغمبر نے پیش کیا ہے۔

۱۱۲۔ آیت میں اِس کے لیے لفظ 'مَنْسَك' استعمال ہوا ہے۔ سورۂ مائدہ (۵) کی آیت ۴۸ میں یہی مفہوم 'شِرْعَة' اور 'مِنْهَاج' کے الفاظ سے ادا کیا ہے۔ فرمایا کہ ہر امت کو اُس کے لیے خاص ایک شریعت دی گئی جس میں دوسروں سے کچھ اختلاف تھا۔ مائدہ میں اِس کی یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ اِس سے لوگوں کی آزمایش مقصود تھی کہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ کون ظواہر و رسوم کے تعصب میں گرفتار ہو کر حقائق سے منہ موڑ لیتا ہے اور کون حق کا سچا طالب بنتا ہے اور اُس کو ہر صورت میں قبول کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے، اِس لیے کہ وہ اُس کے پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اِلٰی رَبِّکَ ؕ اِنَّکَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْکَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ
عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۷۰﴾

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَیْسَ لَهُمْ بِهٖ
عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعْرِفُ

میں وہ تمھارے ساتھ ہر گز کوئی جھگڑا نہ کرنے پائیں[۱۱۳]۔ لہٰذا نظر انداز کرو اور اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہو۔ یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو۔ اِس کے بعد بھی اگر وہ تم سے جھگڑنے کے درپے ہوں تو اِن سے کہہ دو کہ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔ اللہ قیامت کے دن تمھارے درمیان اُس چیز کا فیصلہ کر دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے؟ یہ سب ایک دفتر میں محفوظ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے لیے یہ نہایت آسان ہے[۱۱۴]۔ ۶۷-۷۰

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اللہ کے سوا یہ اُن کی پرستش کرتے ہیں جن کے حق میں اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری ہے اور جن کے بارے میں اِن کو کوئی علم بھی نہیں ہے۔ (یہ احمق سمجھتے ہیں کہ آخرت میں وہ اِن کے مددگار ہوں گے)۔ حقیقت یہ ہے کہ اِن ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ اِنھیں جب ہماری صاف صاف

۱۱۳۔ یعنی اِنھیں اِس معاملے میں مناظرے یا مجادلے کی کوئی راہ نہ ملے کہ اِس طرح کی فروعات کو موضوعِ بحث بنا کر یہ اصل بات سے لوگوں کی توجہ ہٹا دیں۔

۱۱۴۔ یعنی ہزاروں، لاکھوں، بلکہ اربوں انسانوں کے ہر قول و فعل کا ریکارڈ محفوظ رکھنا اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے، اِس لیے متنبہ ہو جاؤ، یہ سب ایک دن اِس طرح سامنے آئے گا کہ ہر شخص پکار اٹھے گا کہ یہ کیسا دفتر ہے کہ جس نے ہر چھوٹی بڑی چیز پوری جزئیات کے ساتھ اپنے اندر سمیٹ لی ہے۔ آیت کا خطاب اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، لیکن اِس کے لفظ لفظ میں جو عتاب ہے، اُس کا رخ تمام تر اُنھی لوگوں کی طرف ہے جو سورہ کے مخاطبین ہیں اور آپ کی دعوت کا انکار کیے جا رہے تھے۔

فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٧٢﴾
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ
مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

آیتیں سنائی جاتی ہیں تو اِن منکروں کے چہروں پر تم ناگواری دیکھتے ہو[115]۔ گویا یہ اُن لوگوں پر حملہ کر دیں گے جو اِن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ اِن سے کہو، تو کیا میں اِس سے بڑھ کر تمھیں ایک ناگوار چیز بتاؤں؟ دوزخ کی آگ، اللہ نے منکروں کے حق میں اُس کا وعدہ کر رکھا ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ ۷۱-۷۲

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

لوگو، (تم اپنے اِن معبودوں کی حقیقت سمجھنا چاہتے ہو تو) ایک مثال بیان کی جاتی ہے، سو اُس کو غور سے سنو۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا تم جن کو پکارتے ہو، وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، اگرچہ وہ اِس کے لیے سب مل کر کوشش کریں۔ اور اگر وہ مکھی اُن سے کچھ چھین لے تو اُس سے وہ اُس کو چھڑا بھی نہیں سکتے۔ چاہنے والے بھی بودے اور جن کو چاہتے ہیں، وہ بھی بالکل بودے[116]۔ اِنھوں نے اللہ کی قدر نہیں پہچانی، جیسا کہ اُس کے پہچاننے کا حق ہے[117]۔ بے شک، اللہ

۱۱۵۔ اِس لیے کہ اُن میں زیادہ تر توحید اور اُس کے دلائل کا بیان ہوتا ہے اور اپنے مزعومہ معبودوں کے لیے جو حمیت اِن کے اندر ہے، وہ اُسے گوارا نہیں کرتی۔

۱۱۶۔ اِس میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ معبود تو اُسی کو بنایا جاتا ہے جو انسان کے ضعف اور ناتوانی کا مداوا کر سکے، لیکن یہ ایسے نادان ہیں کہ جن کو معبود بنائے ہوئے ہیں، وہ اِن سے بھی زیادہ عاجز اور بے بس ہیں۔

۱۱۷۔ یعنی اُنھوں نے خدا کو مانا ہے، مگر اُس کی عظمت و قدرت کے صحیح شعور کے ساتھ نہیں مانا، ورنہ ایسے مضحکہ خیز عقیدے نہ ایجاد کرتے، اِس لیے کہ اِس طرح کے تمام عقیدے در حقیقت خدائی کے کم تر اندازے پر

لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿۷۴﴾
اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۷۵﴾ۚ
یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَمَا خَلۡفَہُمۡ ؕ وَاِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۷۶﴾
یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ارۡکَعُوۡا وَاسۡجُدُوۡا وَاعۡبُدُوۡا رَبَّکُمۡ وَافۡعَلُوا

قوی ہے، وہ سب پر غالب ہے۔ ۷۳-۷۴

(یہ اِسی ناقدری کا نتیجہ ہے کہ فرشتوں کو معبود بنائے بیٹھے ہیں)۔ اللہ فرشتوں میں سے بھی (اپنے) پیغام بر چنتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ (اس سے وہ خدائی میں شریک کیوں ہو جائیں گے)؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ (خود) سمیع و بصیر ہے۔ اِن (فرشتوں) کے آگے اور پیچھے جو کچھ ہے، وہ اُس سے واقف ہے اور تمام معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں[118]۔ ۷۵-۷۶

ایمان والو، (ان کا عہد تمام ہوا، اب تمھارا دور شروع ہو رہا ہے تو) رکوع و سجود کرو[119] اور اپنے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مبنی عقیدے ہیں۔

۱۱۸۔ مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کو رسالت کا منصب ضرور دیا گیا ہے، لیکن اِس لیے نہیں کہ خدا کسی بھی لحاظ سے اُن کا محتاج ہے۔ وہ کائنات کا پروردگار ہے اور اُس کا علم اور اُس کی قدرت ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

"...اِس وجہ سے نہ وہ خدا کے علم میں کوئی اضافہ کر سکتے، نہ اُن کا کوئی قول و فعل خدا کی نگرانی سے بالاتر ہو سکتا اور نہ وہ کسی کے باب میں خدا سے یہ کہنے کی پوزیشن میں ہیں کہ اُن کو اِس کے بارے میں علم ہے، خدا کو نہیں ہے۔ سارے امور خدا ہی کے حضور میں پیش ہوتے ہیں۔ نہ ان فرشتوں کے آگے پیش ہوتے ہیں نہ پیش ہوں گے۔ خود اِن فرشتوں کو جو امور تفویض ہوتے ہیں، اُن کی رپورٹ بھی خدا ہی کے حضور اُن کو پیش کرنی ہوتی ہے۔" (تدبرقرآن ۵/۲۸۶)

۱۱۹۔ یعنی گھٹنوں پر جھک جاؤ اور اپنا سر سجدے میں ڈال دو کہ خدا کی عظمت و جلالت کے اعتراف کی اِس سے بڑھ کر کوئی صورت نہیں ہے۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ انسان اگر پورے شعور کے ساتھ رکوع و سجود کرے اور اُس پر مداومت رکھے تو کبھی استکبار میں مبتلا نہیں ہوتا اور ہمیشہ تیار رہتا ہے کہ کوئی حق آئے تو بغیر کسی تردد کے اُس

الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ

پروردگار کی بندگی کرو[۱۲۰] اور نیکی کے کام کرو[۱۲۱] تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور (مزید یہ کہ اپنے منصب کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے) اللہ کی راہ میں جدوجہد کرو، جیسا کہ جدوجہد کرنے کا حق ہے[۱۲۲]۔ اُس نے تمھیں چن لیا ہے[۱۲۳] اور (جو) شریعت (تمھیں عطا فرمائی ہے، اُس) میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے[۱۲۴]۔ تمھارے باپ —— ابراہیم —— کی ملت تمھارے لیے پسند فرمائی ہے[۱۲۵]۔ اُسی

کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔

۱۲۰۔ اصل میں 'عبادت' کا لفظ آیا ہے اور یہ جامع مفہوم میں ہے۔ رکوع و سجود کی ہدایت کے بعد، ظاہر ہے کہ یہ خاص کے بعد عام کا ذکر ہے۔ چنانچہ مدعا یہ ہے کہ زندگی کے تمام معاملات میں خدا ہی کی بندگی اور اُسی کی اطاعت اختیار کرو۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

۱۲۱۔ یہ مزید عام ہے۔ استاذ امام کے الفاظ میں، اِس سے اُن نیکیوں اور بھلائیوں کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے جن کا درجہ اگرچہ فرائض و اوامر کا نہیں ہے، لیکن وہ فضائل و مکارم میں داخل ہیں اور زندگی کے سنوارنے میں اُن کو بڑا دخل ہے۔

۱۲۲۔ آیت میں مضاف محذوف ہے۔ چنانچہ 'فِي اللّٰهِ' کا لفظ 'فی سبیل اللّٰه' کے معنی میں ہے۔ یہ ہدایت اُس منصب کے حوالے سے کی گئی ہے جس کے لیے انتخاب کا ذکر آگے ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اتمام حجت کے درجے میں خدا کا پیغام پوری انسانیت تک پہنچانے کی کوشش کرو اور اِس میں اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھو۔ نیز اِس راہ میں اگر کوئی مزاحمت پیش آئے تو اُس کو دور کرنے کے لیے اپنے دل و دماغ، جسم و جان اور مال و دولت کی ساری قوتیں صرف کر دو۔

۱۲۳۔ یعنی اُسی طرح منتخب کر لیا ہے، جس طرح بنی آدم میں سے وہ بعض ہستیوں کو نبوت و رسالت کے لیے منتخب کرتا ہے۔ اِس سے پہلے بنی اسرائیل بھی اِسی طرح منتخب کیے گئے تھے، لیکن اپنی سرکشی اور بغاوت کیشی کی وجہ سے خدا کے غضب کے مستحق ہوئے اور اُن پر لعنت کر دی گئی۔

۱۲۴۔ یہ اِس لیے فرمایا کہ اُس کے احکام میں وہ سختی نہیں ہے جو بنی اسرائیل کی شریعت میں تھی۔ اِس تخفیف کی وجہ غالباً یہ ہوئی کہ بنی اسرائیل براہ راست خدا کی حکومت میں رہے، مگر بنی اسمٰعیل کے ساتھ یہ معاملہ

الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۵ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا

نے تمھارا نام مسلم رکھا تھا[126]، اِس سے پہلے اور اِس قرآن میں بھی (تمھارا نام مسلم ہے)۔ اِس لیے چن لیا ہے کہ رسول تم پر (اِس دین کی) گواہی دے اور دنیا کے سب لوگوں پر تم (اِس کی)

نہیں ہے۔ اُن کے بارے میں خدا کا فیصلہ ہے کہ وہ اپنے ارباب حل و عقد کی قیادت میں یہ خدمت انجام دیں گے۔

۱۲۵۔ یعنی اصل اسلام جس میں یہودیت یا نصرانیت کی کوئی آمیزش نہیں ہے اور وہ تمھارے باپ —— ابراہیم —— کی ملت ہے۔ ہم نے اُسی کو تجدید و اصلاح اور اُس میں بعض اضافوں کے ساتھ تمھارا دین اور تمھاری شریعت بنا دیا ہے۔ باپ کی حیثیت سے ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ بنی اسمٰعیل کی تشویق کے لیے ہے کہ یہ تمھارے لیے کوئی اجنبی چیز نہیں ہے، تمھارے باپ کا دین ہے اور باپ کے دین سے زیادہ اولاد کو اور کون سا دین اور کون سی ملت مطلوب و محبوب ہو سکتی ہے۔ نیز یہ حقیقت بھی اِس سے واضح ہوتی ہے کہ اصلاً اِس ذمہ داری کے لیے بنی اسمٰعیل کو چنا گیا ہے۔ دوسرے سب لوگ جب اُن کی دعوت قبول کر کے اسلام میں داخل ہوتے ہیں تو تبعاً اُس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ سورۂ بقرہ (۲) میں اللہ تعالیٰ نے اِسی بنا پر بنی اسمٰعیل کو درمیان کی جماعت 'اُمَّةً وَّسَطًا' قرار دیا ہے جس کے ایک طرف خدا اور اُس کا رسول اور دوسری طرف 'النَّاس'، یعنی دنیا کی سب اقوام ہیں اور فرمایا ہے کہ جو شہادت رسول نے تم پر دی ہے، اب وہی شہادت باقی دنیا پر تمھیں دینا ہو گی۔ سورۂ آل عمران (۳) کی آیت ۳۳ میں اِسی کو آل ابراہیم کے اصطفا سے تعبیر کیا ہے۔ بنی اسرائیل یہ ذمہ داری پوری کر رہے تھے تو اُن کی دعوت کا مرکز بیت المقدس تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اُس کی یہ حیثیت ختم ہو گئی اور اُس کی امانت بھی بنی اسمٰعیل کے سپرد کر دی گئی۔ چنانچہ قیامت تک کے لیے دعوت حق کا مرکز اب وہی قدیم گھر ہے جسے ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے اپنے مقدس ہاتھوں سے ام القریٰ مکہ میں تعمیر کیا تھا اور جسے 'بَيْتُ اللهِ'، 'الْبَيْت'، 'الْبَيْتُ الْعَتِيْق' اور 'الْمَسْجِدُ الْحَرَام' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

۱۲۶۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی اُس دعا کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ بقرہ (۲) میں اِس طرح نقل ہوئی ہے: 'رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ'۔ اِس میں 'امت مسلمہ' کے الفاظ اُسی امت کے لیے آئے ہیں جس کا ذکر یہاں ہو رہا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com

شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝٧٨

گواہی دینے والے بنو[۱۲۷]۔ سو نماز کا اہتمام رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو مضبوط پکڑو[۱۲۸]۔ وہی تمھارا مولیٰ ہے۔ سو کیا ہی اچھا مولیٰ ہے اور کیا ہی اچھا مددگار! ۷۷-۷۸

۱۲۷۔ اوپر جس انتخاب کا ذکر تھا، یہ اُس کی وضاحت کر دی ہے کہ وہ دین حق کی شہادت کے لیے کیا گیا ہے۔ یہ شہادت محض دعوت و تبلیغ نہیں ہے، بلکہ اِس کے ساتھ خدا کی دینونت کا ظہور بھی ہے جس کے تحت یہ اگر حق پر قائم ہوں اور اُسے بے کم و کاست اور پوری قطعیت کے ساتھ دنیا کی سب قوموں تک پہنچاتے رہیں تو اُن کے نہ ماننے کی صورت میں اللہ تعالیٰ اُن قوموں پر اِنھیں غلبہ عطا فرماتے ہیں اور اُس سے انحراف کریں تو اُنھی کے ذریعے سے ذلت اور محکومی کے عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اِن کا وجود اُن حقائق کی گواہی بن جاتا ہے جو یہ زبان و قلم سے پیش کرتے ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے بجاے 'شہادت' کا لفظ اِسی رعایت سے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ درحقیقت اتمام حجت ہے جو اگر ہو جائے تو دنیا اور آخرت، دونوں میں فیصلۂ الٰہی کی بنیاد بن جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عالمی سطح پر اِس اتمام حجت کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہی انتظام فرمایا ہے۔

۱۲۸۔ یعنی اُس نے جو ہدایت تمھیں دی ہے، اُس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھو اور اُس کی مدد و نصرت پر ہر حال میں بھروسا کرو۔ یہ وہی بات ہے جو دوسری جگہ 'اِعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ' کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

www.javedahmadghamidi.org